"سماع" کیا ہے؟ قرآن و سنت اور صوفیا کرام کی نظر میں ایک تحقیقی جائزہ

What is "Samaa"? A research review in the light of Qur'an, Sunnah and Sufism

Muhammad Hashim M.phil Scholar
Islamic Research center Bahuddeen Zakaria University Multan
Email: hashim.khan0044@gmail.com

Abstract
What is "Samaa"? What is its place in the Qur'an and Sunnah? What is the importance of "Samaa" in Islamic Sufism and what are the arguments for "Samaa" in the Qur'an and Sunnah. It has been explained what was the method of listening to hearing in the era of the Prophet (peace be upon him). And in what manner the Sufis have accepted "hearing" and some Sufis have accepted it and some Sufis have rejected it. When is it permissible to listen to sama' and what are the effects of listening to sama' and in what cases is it beneficial for a person to listen to sama'? It has been explained in the light of the sayings of the Sufis regarding Sunnaqb as Haram, Mubah and Mustahab. The cases and ambiguities that are found in today's era regarding "Samaa" have been explained in the light of the Qur'an and Sunnah and the sayings of Imams and Sufism have also been used. Finally, the research findings and summary are described.
Keywords: Samaa, sufism, Qur'an and Sunnah, books of Sufism, prophet Mohammad (PBUH), The virtue of Samaa

تمہید

"سماع "سماع کا تعلق اسلامی تصوف سے ہے۔اس سماع سے مراد وہ سماع ہے جو صوفیاء کے ہاں مشہور و معروف رہا ہے۔صوفیاء نے سماع کو کس انداز میں لیا اور سماع کی صوفیاء کے ہاں کیا کیفیت رہی ہے اور عصرِ حاضر میں جو سماع کے متعلق اشکال اور ابہام پایا جاتا ہے اس تحقیقی مقالہ میں اس کو واضح کرنا اور سماع کی حقیقت کو بیان کرنا مقصود ہے۔قرآن و سنت میں سماع کے متعلق کیا جواز ہے اور کتبِ تصوف میں سماع کے متعلق کیا مباحث بیان کئے گئے ہیں۔اس کو بھی اس مقالہ میں بیان کیا گیا ہے۔

سماع کا سارا دارو مدار سننے والوں کی اندرونی کیفیات سے ہوتا ہے کہ وہ کس طرح اس کو سنتے ہیں اور اس کے سننے سے ان کو باطنی و روحانی ہم آہنگی معلوم ہوتی ہے جب وہ کوئی کلام سنتے ہیں تو اس سے سننے والوں کو باطنی اسرار اور ضمیر کو تقویت ملتی ہے۔

قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

(فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَه)۔[1]

ترجمہ: میرے ان بندوں کو خوشخبری دو، جو بات سن کر اس میں سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات پر تعریف کی ہے کہ وہ صرف احسن (اچھی) بات کی پیروی کرتے ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ نے بری آواز کی مذمت کی ہے۔

(اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ)۔[2]

ترجمہ: بے شک بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ اچھی اور خوبصورت آواز کا دل پر اثر ہوتا ہے اور اچھے اور پر اثر کلام کے سننے سے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور بُری آواز کے سننے سے دل پر غلط پر بُرا اثر پڑتا ہے اور انسان غمگین اور اداس ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

(وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ)۔[3]

ترجمہ: اور دلوں کیلئے شفا اور ہدایت اور رحمت ہے۔

قرآن کو خوبصورت آواز میں پڑنے سے جو دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اس سے دل شفا پاتے ہیں اور روح کو تسکین حاصل ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ انسان کو ہدایت نصیب ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا ہے اگر سماع اچھی اور خوبصورت آواز میں ہو تو اس کا دل پر اچھا اثر پڑتا ہے اور انسان کو روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ روحانی ترقی کا حصول صوفیاء کا خاصا رہا ہے۔

حدیث کی روشنی میں

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،لِكُلِّ شَيْءٍ حِلْيَةٌ وَحِلْيَةُ الْقُرْآنِ الصَّوْتُ الْحَسَنَ۔[4]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کا زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور عمدہ آواز ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے۔

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: «حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا۔[5]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کو اپنی آوازوں کے ساتھ خوش نما بناو بے اچھی آواز قرآن مجید کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: «مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ، يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهِ۔[6]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ نے کسی چیز کی اجازت نہیں دی جس طرح رسول اللہ ﷺ کو اچھی آواز سے قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دی ہے کہ وہ اس کو اونچی آواز سے پڑھے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قال له:(يا أبا موسى، لقد أوتيت مزمارا من مزامير آل داود)۔[7]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا(تمہیں آل داود کے مزامیر میں سے ایک مزمار دیا گیا ہے)۔ مزمار سے خوش آوازی مراد ہے۔

آپ ﷺ بھی اشعار سننا پسند فرماتے تھے، حضرت انس فرماتے ہیں جب انصار خندق کھود رہے تھے اور شعر پڑھتے جاتے تھے۔

نحن الذين بايعوا محمدا   على الجهاد ما بقينا ابدا

حضور اکرم ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا۔

اللهم لاعيش الاعيش الآخرة   فاكرم الانصار ولمهاجرة

ترجمہ: خدایا! آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں، لہذا تو انصار اور مہاجرین کو عزت بخش۔

لَيْسَ هَذَا اللفظ منه صلى الله عليه وسلم عَلَى وزن شعر لكنه قريب منه۔[8]

نبی اکرم ﷺ کے یہ الفاظ شعری وزن پر نہیں لیکن اس کے قریب قریب ہے۔

سماع کی قبولیت وفضلیت

(فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ)۔[9]

ترجمہ: خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور یہ ہیں جن کو عقل ہے۔

اس آیت کے متعلق شیخ محمد بن عمر شہید سہروردیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ "احسن" کے معنی صوفیہ کرام کے ہاں یہ ہیں کہ زیادہ ہدایت اور رشد پہنچانے والا ہو (زیادہ سے زیادہ راہ راست دکھانے والا۔

عوارف المعارف میں سماع کے متعلق محمد بن عمر شہید سہر وردیؒ فرماتے ہیں کہ

هذاالسماع هوالسماع الحق،الذى لا يختلف فيه اثنان من اهل الايمان،محكمو لصاحبه بالهداية واللب،وهذا سماع ترد حرارته على برداليقين فتفيض العين بالدمع لانه تارة يثيرحزنا،الحزن حار،وتارة يثير شوقاً والشوق حار،وتارة يثير ندماً والندم حار، فاذا اثار السماع هذه الصفات من صاحب قلب مملوء ببرد اليقين ابكى وادمع،لان الحرارة والبرودة اذا اصطدما عصراًماءًفاذا الم السماع بالقلب تارة يخف لمامه،فيظهره اثره فى الجسد ويقشعره منه الجلد قال الله تعالیٰ۔[10]

یہ سماع جس کا سننا ہے جس کے بارے میں اہل ایمان بھی اختلاف نہیں کرتے اس کے سننے والوں کے بارے میں یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ وہ صاحب عقل اور ہدایت یافتہ ہیں یہ سماع وہ ہے کہ اس کی حرارت یقین کی برودت (ٹھنڈک) سے متاثر ہو کر آنکھوں سے اشکباری کا سبب بنتی ہے، کبھی یہ آنسو حزن وملال کے آنسو ہوتے ہیں کہ حزن وملال میں حرارت ہے، کبھی یہ ذوق وشوق کے آنسو ہوتے ہیں اور شوق بھی (مزاجاً) گرم ہے۔ بس جب ان صفات سے متصف سماع اس صاحب دل پر اثر آفریں ہوتا ہے یقین کی برودت سے مملو اور پر ہے تو اس تصادم سے آنسو ٹپکتے ہیں اور بہنے لگتے ہیں (ظاہر ہے کہ حرارت وبرودت کے تصادم سے پانی ٹپکتا ہے) اور جب دل میں سماع کا نزول ہوتا ہے تو وہ نزول دو طرح کا ہوتا ہے اگر وہ نزول خفیف (ہلکا) ہے تو اس کا اثر جسم پر ظاہر ہوتا ہے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

(تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ-ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ)۔[11]

ترجمہ: اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں ۔

وتارة يعظم وقعه،ويتصوب اثره الى فوق نحو الدماغ كالمخبر للعقل بعظم وقع المتجدد الحادث،فتتدفق منه العين بالدمع وتارةً يتصوب اثرة الى الروح فتموج منه الروح موجاً يكاد تضيق عنه نطاق القالب،فيكون من ذلک الصياح والاضطراب وهذا كلها احوال يجدها اربابها من اصحاب الحال،وقد يحكيها بدلائل هوى النفس ارباب المجال۔[12]

کبھی اس کا نزول عظیم ہوتا ہے اور اس کا اثر دماغ کے اوپر ہوتا ہے اس چیز کے مانند جو عقل کی مخبر ہوتی ہے اس حادث (یعنی عقل) اور نئی چیز کے نزول سے آنکھوں میں آنسو رواں ہو جاتے ہیں اور کبھی اس کو نزول روح پر ہوتا ہے اور اس سے روح میں ایسا تموج اور اہتزاز ہوتا ہے کہ جسمانی قالب کا دروازہ اس کیلئے تنگ ہو جاتا ہے۔ (ایسا محسوس ہوتا ہے کہ روح اس دائرۂ تنگ سے نکل جائے گی) اور اس میں سمانا مشکل ہو جاتا ہے اس وقت چیخیں نکلنے لگتی

ہیں اور ایک ہلچل برپا ہو جاتی ہے۔ جملہ احوائض اربابِ احوال میں پائے جاتے ہیں، کبھی کبھار خواہش نفسانی کی شہہ پر جھوٹے مدعی اس حالت کی نقل اتارتے ہیں (جھوٹ موٹ اپنے اوپر وجد اور حال طاری کر لیتے ہیں)۔

مندرجہ بالا قرآن کی آیات اور محمد بن عمر سہروردی شہیدؒ کے قول سے سماع کی فضیلیت اور قبولیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور سماع کی حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ سماع کے دوران وجد کی جو کیفیت ہوتی ہے اس کو دو طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ ایک خفیف ہوتا ہے اور دوسرا عظیم ہوتا ہے۔ جو لوگ دوران سماع اپنے اوپر دکھاوے کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں اس کی مکمل نفی کی گئی ہے اور ایسے سماع کو سماع نہیں کہہ سکتے بلکہ صرف جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مبنی ہوتا ہے۔

امام شافعیؒ کا فتویٰ:

آپؒ سماع کو حرام قرار نہیں دیتے، مگر عوام کیلئے مکروہ قرار دیتے ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص گانے کا پیشہ اختیار کرے، لہو ولعب کے طور پر متواتر سماع میں لگا رہے، تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔[13]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان

صاحبِ کتاب اللمع اپنے شیخ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کا قول علم تصوف میں ایک بنیادی اصول کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ قول آپ نے اس موقع پر کہا جب انہوں نے ایک شخص کو قرآن کی تلاوت کے دوران روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: " ہماری حالت بھی ایسی ہی تھی یہاں تک کہ بعد میں ہمارے دل سخت ہو گئے۔"[14]

یعنی مضبوط اور ثابت قدم ہو گئے لہٰذا ایسی حالت میں سماع سے ان میں کوئی تغیر نہ پیدا ہوتا کیونکہ ان کی حالت سماع سے پہلے اور بعد میں یکساں ہوتی ہے۔

سماع کے متعلق صوفیاء کے اقوال

سماع کے متعلق صوفیاء کرام نے مختلف انداز کو اپنایا ہے۔ جس کی تفصیل ہے۔

وسئل ذو النون الْمِصْرِي عَنِ الصوت الْحَسَن.

فَقَالَ: مخاطبات وإشارات أودعها اللَّه تَعَالَى كُل طيب وطيبة.

وسئل مرة أُخْرَى عَنِ السماع.

فَقَالَ: وارد حَتَّى يزعج القلوب إِلَى الحق، فمن أصغى إِلَيْهِ بحق تحقق، ومن أصغى إِلَيْهِ بنفس تزندق۔[15]

حضرت ذوالنون مصریؒ سے اچھی آواز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے وارد ہونیوالی ایک کیفیت ہے جو دلوں کو بے چین کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہے۔ چنانچہ جو حق طریقہ پر اس کی طرف کان لگاتا ہے وہ حق پاتا ہے، جو اپنے نفس سے اس کی طرف کان لگاتا ہے، وہ زندیق ہو جاتا ہے۔

وسئل الشبلي عَنِ السماع.

فَقَالَ: ظاهره فتنة وباطنه عبرة، فن عرف الإشارة حل لَهُ استماع العبرة، وإلا فَقَد استدعى الْفِتْنَة وتعرض للبلية.

وقيل: لا يصلح السماع إلا لمن كانت لَهُ نفس ميتة وقلب حي فنفسه ذبحت بسيوف المجاهدة وقلبه حي بنور الموافقة۔[16]

ابو بکر شبلیؒ سے سماع کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ظاہر میں تو یہ فتنہ ہے اور باطن میں عبرت، لہذا جو اس اشارے کو پالے، اس کیلئے عبرت کا سننا جائز ہے، ورنہ اس نے فتنہ کو دعوت دی اور مصیبت کو مول لیا ہے۔

کہا گیا ہے کہ سماع اس کیلئے درست ہے جس کا نفس مر چکا ہو اور دل زندہ ہو، اس کا نفس مجاہدہ کی تلواروں کے ساتھ ذبح کیا گیا اور اس کا دل موافقت کے نور سے زندہ ہے۔

كَانَ الْحَارِث بْن أسد المحاسبي يَقُول: ثَلاث إِذَا وجدن متع بهن وَقَدْ فقدناها: حسن الوجه مَعَ الصيانة، وحسن الصوت مَعَ الديانة، وحسن الإخاء مَعَ الوفاء۔[17]

حضرت حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ مل جائیں تو ان سے فائدہ ہوتا ہے لیکن ہمیں نہیں ملتیں۔ 1۔ خوبصورت چہرہ جس کے ساتھ پاک دامنی ہو۔ 2۔ اچھی آواز جس کے دیانت داری ہو۔ 3۔ اچھی دوستی جس کے ساتھ وفا بھی ہو۔

سماع کی قسمیں:

ابو عثمان حیریؒ سے مروی ہے کہ سماع کی تین اقسام ہیں۔

پہلی قسم مریدین اور مبتدیوں کیلئے، وہ سماع کے ذریعہ احوالِ شریعہ کو دعوت دیتے ہیں۔ مگر اس میں فتنہ اور ریاکاری کا خطرہ ہو۔

دوسری قسم صادقین کی ہے وہ اس کے ذریعہ اپنے احوال میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور اس سے ایسا کلام سنتے ہیں جو ان کے وقت کے مطابق ہو۔

صوفیہ کے سماع کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ جو کچھ قرآن مجید سے یا قصائد یا ابیات وغیرہ کی صورت میں سنتے ہیں اس سے مراد صوفیاء کرام کو فقط حسن نغمہ یا خوش آوازی سے سرور یا تلذذ مراد نہیں

ہو تا بلکہ رقت ہیجان اور وجد کی کیفیات تو باطن میں خوش الحانیوں اور نغموں کے بغیر بھی موجود ہوتی ہیں جب کہ سکون وطمانیت کی کیفیت آوازوں اور نغموں کے ہوتے ہوئے بھی ان کے اندر موجود ہوتی ہیں۔ جس کے ذریعے صوفیاء کی کیفیتِ وجد کو تقویت ملتی ہے۔

صوفیاء کے ہاں دو گروہ ہیں جن میں سے کچھ سماع کو پسند کرتے ہیں اور کچھ ناپسند کرتے ہیں۔ ذیل میں صوفیاء کی آراء کو بیان کیا جاتا ہے۔

سماع کو ناپسند کرنے کے بارے میں صوفیاء کی آراء

جو صوفیاء نے سماع کو ناپسند کرتے ہیں وہ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی ذیل حدیث کو جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔[18]

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، لایعنی فعل کو ترک کرنا اسلام کا حسن ہے۔

ایک اور جماعت صوفیاء کے مطابق سماع اس لئے ناپسند ہے کہ صوفیاء صاحبِ کمال اور باطنی طور پر اس قدر آسودہ اور مطمئن ہوتے ہیں کہ کسی بیرونی سماع کی ان کے پاس گنجائش ہی نہیں ہوتی۔

احمد بن علی الوجھیی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابو علی علیہ الرحمۃ رودباری سے سنا ہے وہ فرماتے تھے۔ ایک گروہ صوفیہ کی نظر میں سماع کو اس لئے ناپسند کیا گیا ہے کہ اس میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر برُے لوگوں کی صحبت میں شامل ہو جاتا ہے اور نیکی و سلامتی کا حصول اس کے پیشِ نظر نہیں رہتا۔

سماع کو خاص کر صوفیاء کرام کے طبقہ میں کافی اہمیت حاصل رہی ہے کچھ صوفیاء کا طبقہ جو سماع کو پسند نہیں کرتا تو وہ بھی اس معاملے پر جواز کے طور کچھ احادیث بھی پیش کرتے ہیں اور سماع کے سننے کو کئی وجوہ کی بناء پر ناپسند کرتے ہیں۔ جس کا ذکر صاحبِ للمع نے کیا ہے۔

سماع، قرآن کریم کو گانے کے انداز میں قرات کرنے، اشعار و قصائد پڑھنے اور بتکلف وجد ورقص کرنے کی محفلوں میں شرکت کرنے کو ناپسند کرنے کی مختلف وجوہات ہیں۔

کچھ لوگ سماع ائمہ متقدمین یا علماء تابعین سے منقول ان روایات کے زیر اثر ناپسند کرتے ہیں جن کی رو سے وہ خود اس کو ناپسند کرتے تھے۔

بعض صوفیاء نے سماع کو فقط مریدین اور مبتدیوں کیلئے ناپسند فرمایا کیونکہ ان کیلئے اس میں یہ خدشہ موجود ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے لذتِ نفسانی میں پڑ کر سب کچھ کھو بیٹھیں۔

سماع کو پسند کرنے کی وجہ

ابو نصر سراجؒ فرماتے ہیں۔

وطائفة اخرىٰ كرهت ذلک وزعمت ان الذی يتعرض لاستماع هذه الرباعيات لايخلو من احد وجهين:اماهم قوم متلهون من اهل الدعابة والفتنة،اوهم قوم وصلو االی الاحوال الشريفة وعانقوا المقامات الرضية واما توانفوسهم بالرياضات المجاهدات وطرحوالدينا وراءظهورهم وانقطعواالی الله عزوجل فی جميع معانيهم ۔[19]

ایک اور طائفہ صوفیہ کا کہنا ہے کہ ہم سماع کو اس لئے پسند کرتے ہیں کہ سماع کو دو طرح کے لوگ اختیار کرتے ہیں ایک وہ جو لہو ولعب کے عادی ہو چکے ہیں۔ دوسرے وہ جو بلند احوال کے حامل ہوتے ہیں، مقاماتِ ارفع پر مائز، ریاضات و مجاہدات سے اپنے نفس کو مارے ہوئے، دنیا سے منہ پھیر لینے والے اور اللہ کی جانب مکمل طور پر مشغول ہونے والے ہوتے ہیں۔

اس میں سماع کو سننے والے دو گروہوں کا ذکر ہے ایک وہ ہے جو لوگ لہو ولعب میں اتنے گم ہو گئے ہیں کہ ان کو جب تک گانے کی آواز نہ سنائی دے وہ سکون سے نہیں رہ سکتے یہ سماع کی وہ قسم ہے جس کے ذریعے انسان راہِ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے اور اللہ کے احکام کی حکم عدولی کرتا ہے۔ ایسے سماع کو ترک کر دینا ہی باعثِ نجات ہے۔

جب اس کے برعکس دوسرے گروہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو فقط اپنے احوال کو ترقی اور عروج دینے کیلئے سماع کو سنتے ہیں جس سے ان کے دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اور ایسے اشعار جو حکمت اور حقیقت سے بھرے ہوتے ہیں وہ سنتے ہیں۔

کچھ صوفیاء سماع کو اس لئے اچھا نہیں سمجھتے کہ کچھ لوگ اس کی وجہ سے بری عادات کا شکار ہو جاتے ہیں، نیک اعمال کرنے کو بھول جاتے ہیں۔

"سماع" اسلاف کی نظر میں

سماع کے متعلق امام قشیری نے رسالہ قشیریہ میں اسلاف کی آراء کو شامل کیا ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ سمع السف والأكابر الأبيات بالألحان فممن قَالَ بإباحته من السلف مَالِك بْن أَنَس وأهل الحجاز كلهم يبيحون الغناء وَأَمَّا الحداء فإجماع مِنْهُم على إجازته وَقَدْ وردت الأخبار واستفاضت الآثار فِي ذَلِكَ۔[20]

اسلاف اور اکابر بزرگوں نے خوش آوازی کے ساتھ اشعار سنے اور اس کو جائز قرار دینے والوں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور تمام اہل حجاز خوش آوازی کے ساتھ اشعار پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں حدی، تو سب کے نزدیک جائز ہے۔ اور اس سلسلے میں احادیث اور اقوالِ صحابہ بکثرت آئے ہیں۔

وَرَوَى عَنِ ابْن جريج أَنَّهُ كَانَ يرخص فِي السماع فقيل لَهُ: إِذَا أتى بك يَوْم الْقِيَامَة ويؤتى بحسناتك وسيئاتك ففي أي الجانبين سماعك.فَقَالَ: لا فِي الحسنات ولا فِي السيئات يَعْنِي أَنَّهُ من المباحات۔[21]

حضرت ابن جریجؒ سماع کو جائز قرار دیتے تھے، ان سے کہا گیا کہ جب قیامت کے دن آپ کو لایا جائے گا اور آپ کی نیکیاں اور برائیاں دونوں لائی جائیں گی تو آپ کا سماع کس جانب ہو گا؟ انہوں نے فرمایا، نہ نیکیوں میں نہ برائیوں میں، یعنی یہ محض مباح کام ہے۔

امام شافعیؒ اور سماع

وَأَمَّا الشَّافِعِي رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَإِنَّهُ لا يحرمه ويجعله فِي العوام مكروها حَتَّى لو احترف بالغناء أَوِ اتصف عَلَى الدوام بسماعه عَلَى وجه التلهي ترد بِهِ الشهادة ويجعله مِمَّا يسقط المروءة ولا يلحقه بالمحرمات۔[22]

امام شافعیؒ بھی اس کو حرام قرار نہیں دیتے تھے البتہ عوام کیلئے "مکروہ" قرار دیتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص غنا کو پیشہ اپنائے اور لہو ولہب کے طور پر سماع میں لگا رہے تو اس کی شہادت کو رد کر دیتے اور آپ اسے ان کاموں میں شمار کرتے جن سے مروت ساقط ہو جاتی ہے لیکن آپ اس کو حرام کاموں میں نہ ملاتے۔

اس طرح امام قشیریؒ لکھتے ہیں کہ:

وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْن عُمَر آثار فِي إباحة السماع ، وَكَذَلِكَ عَن عَبْد اللَّهِ ابْن جَعْفَر بْن أَبِي طَالِب وَكَذَلِكَ عَن عُمَر رضي الله عنهم أجمعين وَكَذَلِكَ فِي الحداء وغيره۔[23]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کے جواز میں میں کچھ آثار مروی ہیَ اس طرح حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی (حدی)[24] وغیرہ کے بارے میں اس طرح مروی ہے۔

خلاصہ بحث

سماع کی اہمیت وفضلیت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

سماع صوفیاء کے ہاں بلندیِ احوال کا سبب ہے۔

صوفیاء کا جو گروہ سماع کے سننے کا قائل ہے وہ ایسے سماع کو سننے کو جائز قرار دیتے ہیں جو لھو لعب سے پاک ہو اور ایسے اشعار بھی سننا جائز ہے جس میں علم وحکمت اور دانائی کے موتی پوشیدہ ہوں۔

سماع کے سننے سے دل کو سرور اور قرار میسر آتا ہے ایسا سماع جو قرآن وسنت، آثارِ صحابہ اور اقوالِ سلف صالحین کے مطابق ہو۔

صوفیاء ایسے سماع کے قائل نہیں ہیں جس کے سننے سے انسان بری عادات کا شکار ہو جائے اور دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اعمالِ صالح اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائے۔

حواشی / حوالہ جات

[1]-القرآن18:39

[2]-القرآن31:19

[3]۔القرآن57:10

[4]۔نور الدین، علي بن أبي بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج،7، رقم الحدیث:11706، مکتبة القدسي، القاهرة، ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء

[5]۔دارمی، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي (م ۲۵۵ ھ)، سنن الدارمي، بَابُ: التَّغَنِّي بِالْقُرْآنِ، رقم الحدیث،3544، دار المغني المملكة العربية السعودية ۱۴۱۲ھ ۲۰۰۰ء

6 ۔نسائی، أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي الكبير، م303ھ، سنن النسائي، باب ،تزْيِينُ الْقُرْآنِ بِالصَّوْتِ، رقم الحدیث1017، المکتبة التجارية الکبری بالقاهرة الطبعة: الأولى، ۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ء

[7]۔بخاری، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة بن بردزبة البخاري (۱۹۴-۲۵۶ھ)، صحیح البخاري، باب: حسن الصوت بالقراءة للقرآن، رقم الحدیث4761، (دار ابن کثیر، دار الیمامة)۔دمشق ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء

8۔القشيري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (م ۴۶۵ھ) الرسالة القشيرية، ص510، دار المعارف، القاهرة، تاريخ النشر بالشاملة: ۸ ذو الحجة 1431ھ

[9]۔القرآن:18:39

[10] ۔سہروردی، ابو حفص شہاب الدین عمر بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ البکری، (م632ھ) عوارف المعارف، مکتبہ الثقافۃ الدینیہ 526 شارع ابو سعید، قاہرہ، مصر 2006ء جلد 1، ص192

[11]۔القرآن:23:39

[12] ۔ سہروردی، ابو حفص شہاب الدین عمر بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ البکری ،(م632ھ) عوارف المعارف، مکتبہ الثقافۃ الدینیہ 526 شارع ابو سعید، قاہرہ، مصر 2006ء جلد 1، ص 192

13۔ قشیری، عبد الکریم بن ہوازن، رسالہ قشیریہ، باب السماع، ص 543، دار الشعب، قاہرہ، مصر 1409ھ /1989ء

14- ایضاً، ص:365

15۔ القشيري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (م ٤٦٥هـ) الرسالة القشيرية، ص 509، دار المعارف، القاهرة، عدد الأجزاء: ٢، تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة 1431ھ

16۔ ایضاً۔ ص 510

[17] ۔ ایضاً۔ ص 509

18۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنہ، حدیث، 3976، دار إحياء الكتب العربية، مصر، ١٤٣١

19- طوسی، ابو نصر سراج، عبد اللہ بن محمد، کتاب اللمع، باب: علم السماع، ص 372، دار لکتب الحدیثہ بمصر 1960ء /1380ھ

20۔ القشيري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (م ٤٦٥هـ) الرسالة القشيرية، ص 505، دار المعارف، القاهرة، تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة 1431ھ

21۔ ایضاً

22۔ ایضاً

23۔ القشيري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (م ٤٦٥هـ) الرسالة القشيرية، ص 505، دار المعارف، القاهرة، تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة 1431ھ

24۔ شتر بانوں کے قافلے جب سفر پر نکلتے ہیں تو اشعار پڑھتے ہیں اس کو "حدی" کہتے ہیں۔